مولانا ابو تراب محمد حسین صاحب مرحوم ہزاروی

گذشتہ سے پیوستہ

تحقیقِ تقلید

مذکورہ بالا بیان پڑھ چکنے کے بعد پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر تقلید کا اظہار کب ہوا؟ اور اس کا عام رواج کب سے ملک میں جاری ہوا۔ اس کا جواب ہم اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ چند معتبر مورخین اور مسلمہ پیشوایانِ دین کے الفاظ میں نقل کیے دیتے ہیں تاکہ پھر کسی کو بھی انکار کی گنجائش نہ رہے اور آپ کے ذہن میں اچھی طرح سے یہ بات جاگزیں ہو جائے کہ تقلید جب خیر القرون میں نہ تھی، یعنی صحابہ، تابعین، تبع تابعین میں بھی نہ تھی بلکہ خود امامانِ دین (جن کی تقلید کی جاتی ہے) کے زمانہ بھی اس کا وجود نہ تھا تو پھر یقیناً یقیناً یہ ایک بدعت ہے اور اس کی تردید ہر مسلم کلمہ گو پر فرض ہے۔

۱۔ سب سے پہلے فریقین کے مسلمہ پیشوا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی شہادت ملاحظہ ہو، آپ حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ صدیقی پریس بریلی کے صفحہ ۱۵۷ میں لکھتے ہیں:

اعلم ان الناس کانوا قبل المائۃ الرابعۃ غیر مجتمعین علی التقلید الخالص لمذھب واحد۔

"یعنی معلوم کرنا چاہیے کہ چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی خاص ایک مذہب پر متفق نہ تھے۔"

۲۔ روض الریاحین ترجمہ بستان المحدثین مطبوعہ قاسمی ص ۱۸ میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ امام مالک کے زمانہ تک لوگوں میں ایک مذہب کی تقلید راسخ نہ ہوئی تھی۔

۳۔ اعلام الموقعین مطبوعہ اشرف المطابع دہلی جلد اول ص ۲۲۲ میں ہے:

انما حدثت ھذہ البدعۃ فی القرن الرابع المذمومۃ علی لسانہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: یہ تقلید بدعت چوتھی صدی میں جاری ہوتی ہے، یہ وہ زمانہ ہے کہ جس کی

مذمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکی ہے۔

۴۔ علامہ سند بن عنان مالکی تحریر فرماتے ہیں کہ:

وھو فی نفسہ بدعۃ محدثۃ لانا نعلم بالقطع ان الصحابۃ رضوان اللہ علیھم لم یکن فی زمانھم وعصرھم مذھب لرجل معین یدرس ویقلد انما کانوا یرجعون فی النوازل الی الکتاب والسنۃ والی یتمحض بینھم من النظر عند فقد الدلیل و کذالک تابعوھم ایضا یرجعون الی الکتاب والسنۃ فان لم یجدوا نظروا الی ما اجتمع علیہ الصحابۃ فان لم یجدوا اجتھدوا واختار بعضھم قول صحابی فراہ الاقوی فی دین اللہ تعالیٰ ثم کان القرن الثالث وفیہ کان ابوحنیفۃ ومالک والشافعی و ابن حنبل فان مالکا توفی سنۃ تسع وسبعین ومائۃ وفی ھذہ السنۃ ولد الامام الشافعی وولد ابن حنبل سنۃ اربع وستین ومائۃ وکانوا علی منہاج من مضی لم یکن فی عصرھم مذھب لرجل معین یتدارسونہ وعلی قریب منھم کان اتباعھم فکم من قولۃ لمالک ونصراؤہ یخالفہ فیھا اصحابہ ولو نقلنا ذالک لخرجنا عن مقصود ھذا الکتاب وما ذاک الا لجمعھم الات الاجتھاد وقدرتھم علی ضروب الاستنباطات ولقد صدق اللہ نبیہ صلعم فی قولہ خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ذکر بعد قرنین والحدیث فی صحیح البخاری فالعجب لاھل التقلید کیف یقولون ھذا ھو الامر القدیم وعلیہ ادرکنا الشیوخ وھو انما احدث بعد مائتی سنۃ من الھجرۃ وبعد فناء القرون الذی اثنی علیھم الرسول صلعم۔

ترجمہ: اور یہ تقلید ایک بدعت ہے جو (بعد کے زمانہ میں) پیدا کی گئی۔ اس لیے ہم یقیناً جانتے ہیں کہ صحابہؓ کے زمانہ میں کسی خاص شخص کے نام کا مذہب نہ تھا

جس کو پڑھایا جاتا ہو اور اس کی تقلید کی جاتی ہو بلکہ وہ لوگ واقعات میں قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرتے تھے اور قرآن و حدیث سے نہ ملنے کی صورت میں جس طرف ان کی بصیرت پہنچتی اسی طرح تابعین کرتے رہے یعنی قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرتے تھے، اگر قرآن و حدیث سے نہ ملتا، تو اجماع صحابہ کی طرف نظر کرتے، اگر اجماع بھی نہ ملتا تو خود اجتہاد کرتے۔ اور بعض کسی صحابی کے قول کو قوی سمجھ کر اختیار کر لیتے پھر قرن ثالث (تبع تابعین کا زمانہ) آیا۔ اسی قرن میں (امام) ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور (امام احمد بن حنبل) ہوئے، کیونکہ امام مالک نے ۱۷۹ھ میں وفات پائی اور اسی سال میں امام شافعی پیدا ہوئے اور امام احمد ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے یہ چاروں بھی پہلوں کے طریقہ پر تھے۔ ان کے زمانہ میں بھی کسی خاص شخص کا مذہب مقرر نہ تھا جس کو آپس میں درس دیتے ہوں اور انہیں کے طرز عمل کے قریب قریب ان کے اتباع کا بھی طرز عمل تھا۔ بہت سے امام مالک اور اُن کے ہم پلہ اماموں کے قول میں جن میں انہیں کے شاگردوں نے اختلاف کیا۔ اگر ہم ان سب کو یہاں نقل کریں تو اس کتاب سے جو مقصود ہے وہ رہ جائے گا، (ان شاگردوں نے اس آزادی کے ساتھ) اس واسطے ان کا خلاف کیا کہ وہ ان کے مقلد نہ تھے بلکہ آلاتِ اجتہاد کے جامع تھے اور استنباط مسائل کے طریقوں پر قادر نہ تھے (بہرحال قرون ثلثہ میں مذہب تقلید پیدا نہ ہوا تھا) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلعم کو ان کے اس قول میں سچا کر دیا کہ بہترین زمانہ سب زمانوں سے میرا زمانہ ہے پھر وہ جو ان کے بعد والے ہیں، پھر جو ان کے بعد والے ہیں، (گویا اپنے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا (تابعین اور تبع تابعین) تک) یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے، پس اہل تقلید سے تعجب ہے کہ وہ کیسے کہتے ہیں کہ یہ (تقلید والا مذہب) قدیم ہے۔ اور یہی ہم بزرگوں سے دیکھتے چلے آئے ہیں۔ حالانکہ وہ ہجرت سے دو سو سال بعد پیدا ہوا بعد گذرنے ان قرنوں کے جن کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و بارک وسلم نے تعریف کی۔

(الارشاد ص۳۸)

۵۔ فتح الباری پارہ چودہ باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۲۵۳ میں علامہ ابن حجر فرماتے ہیں
وَاتَّفَقُوْا اَنَّ الْاٰخِرَ مَنْ کَانَ مِنْ اَتْبَاعِ التَّابِعِیْنَ مِمَّنْ یُقْبَلُ قَوْلُہٗ
مَنْ عَاشَ اِلٰی حُدُوْدِ الْعِشْرِیْنَ وَمِائَتَیْنِ وَفِیْ ھٰذَا الْوَقْتِ
ظَھَرَتِ الْبِدَعُ ظُھُوْرًا فَاشِیًا اِلٰی قَوْلِہٖ وَتَغَیَّرَتِ الْاَحْوَالُ
تَغَیُّرًا شَدِیْدًا۔

یعنی "تبع تابعین دو سو بیس برس تک زندہ رہے پس پھر تو اسی وقت سے بدعتیں پھیلنی شروع ہو گئیں۔ اور دین میں بہت کچھ تغیر (تقلید سے) واقع ہو گیا۔ الغرض ہمارے پاس اور بھی کئی ایک شہادتیں موجود ہیں۔ جن سے صاف ثابت ہو رہا ہے۔ کہ زمانہ رسالتماب سے لے کر تینوں زمانہ خیر القرون تک تقلید کا وجود تک نہ تھا۔ بعد زمانہ خیر القرون سے اس کا ظہور ہوا۔ جس سے اس (تقلید شخصی) کا بدعت ہونا صاف ظاہر ہے:۔

تقلید کی تردید

(قرآن و تفاسیر سے)

تقلید کی پیدائش اور ظہور کا زمانہ تو آپ کو معلوم ہو چکا۔ پھر اس کے اسباب اور ترقی کے وجوہات خصوصاً مقلدین امام حنیفہؒ کی مزید ترقی کے موجبات بھی پہلے باب میں آپ سن چکے۔ پس اب اس کی نفی اور تردید میں قرآن کریم و تفاسیر متقدمین و متاخرین سے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔ تاکہ آپ کو حتمی طور پر یہ یقین ہو جائے کہ فی الحقیقت تقلید شخصی ایک بڑی چیز ہے۔

(۱) فرمایا اللہ تعالے نے پارہ ۱۰ کے رکوع ۱۰ میں اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ (یعنی ٹھہراتے ہیں اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا اللہ کو چھوڑ کر) اس آیت کے تحت میں امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر مطبوعہ استنبول جلد چہارم ص۴۲۳ فرماتے ہیں کہ:۔
اَلْاَکْثَرُوْنَ مِنَ الْمُفَسِّرِیْنَ قَالُوْا لَیْسَ الْمُرَادُ مِنَ الْاَرْبَابِ اَنَّھُمْ
اعْتَقَدُوْا فِیْھِمْ اَنَّھُمْ اٰلِھَۃُ الْعَالَمِ بَلِ الْمُرَادُ اَنَّھُمْ اَطَاعُوْھُمْ

فِیْ اَوَامِرِهِمْ وَنَوَاهِیْهِمْ فَقِیْلَ اَنَّ عَدِیَّ بْنَ حَاتِمٍ كَانَ نَصْرَانِیًّا فَانْتَهٰی اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَقْرَأُ سُوْرَةَ بَرَآءَةَ فَوَصَلَ اِلٰی هٰذِهِ الْاٰیَةِ قَالَ فَقُلْتُ لَسْنَا نَعْبُدُهُمْ فَقَالَ اَلَیْسَ یُحَرِّمُوْنَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فَتُحَرِّمُوْنَهٗ وَیُحِلُّوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَتَسْتَحِلُّوْنَهٗ فَقُلْتُ بَلٰی قَالَ فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ

(ترجمہ) اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ ارباب سے یہ مراد نہیں کہ یہود اور نصاریٰ نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو جہاں کے خدا ہونے کا اعتقاد کر لیا تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ انھوں نے اطاعت کی تھی۔ اپنے مولویوں اور درویشوں کی ان کے اوامر و نواہی میں" نقل کی گئی ہے کہ تحقیق عدی بن حاتم تھا نصرانی۔ پس آیا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت پڑھ رہے تھے سورہ براۃ جب پہنچے اس آیت تک تو عدی نے کہا کہ نہ تھے ہم پرستش کرتے اُن کی پس فرمایا حضرت نے کیا نہیں حرام کرتے تھے وہ اس چیز کو کہ حلال کیا ہے اس کو اللہ نے پس حرام جانتے تھے تم بھی اس کو اور حلال کرتے تھے وہ اس چیز کو کہ حرام کیا ہے اس کو اللہ نے پس حلال جانتے تھے تم بھی اس کو، پس کہا عدی نے ہاں پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی ہے پرستش اُن کی"۔ اس مضمون کی تائید تفسیر ابن کثیر تفسیر تبصیر الرحمٰن۔ تفسیر جامع البیان۔ اور تفسیر بیضاوی میں بھی مختلف الفاظ سے پائی جاتی ہے۔

۲۔ شاہ عبدالعزیز صاحب اپنی تفسیر فتح العزیز مطبوعہ مجتبائی ۱۲۸۰ھ میں زیر آیت فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (یعنی نہ ٹھہراؤ اللہ کے برابر کوئی اور شریک حالانکہ تم جانتے ہو") تحریر فرماتے ہیں:۔

درینجا باید دانست کہ چنانچہ عبادت غیر خدا مطلقاً شرک و کفر است اطاعت و غیر او تعالیٰ نیز بالاستقلال کفر است۔ ومعنی اطاعت غیر باستقلال آنست کہ او را مبلغ احکام او ندانستہ ربقہ اطاعت او در گردن اندازد و تقلید او را لازم شمارد باوجود ظہور مخالفت حکم او با حکم او تعالیٰ او دست از اتباع او بر ندارد ایں ہم غلبت

از اتخاذ انداد کہ در آئت کریمہ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ نکوہش آں فرمودند" ترجمہ یہ معلوم کرنا چاہیے کہ عبادت خدا کے سوا کسی اور کی قطعی کفر اور شرک ہے۔ اور اطاعت کسی اور کی بالاستقلال سوا باری تعالےٰ کے کفر ہے۔ اور معنی اطاعت غیر استقلال کے یہ ہیں کہ کسی کے احکام کی حقیقت معلوم کیے بغیر اس کی تقلید کا حلقہ اپنے گلے میں ڈالے۔ اور اس کی تقلید لازم جانے اور باوجود اس کے کہ اللہ تعالےٰ کا حکم اس کے خلاف ظاہر ہو۔ اس کی اتباع کو نہ چھوڑے۔ اور یہی ایک قسم کا شرک قبول کرنا ہے کہ جس کی آیت کریمہ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ میں برائی ظاہر کی گئی ہے۔

۳۔ تفسیر عزیزی مطبوعہ مجتبائی ص۶۰۲ تحت آیت مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا (ہم چلیں گے اس پر جن پر پایا اپنے باپ دادوں کو) لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس آیت میں اشارہ ہے۔ ابطال تقلید کا دو طرح پر اول یہ کہ مقلد سے پوچھنا چاہیے۔ کہ تو جس کی تقلید کرتا ہے۔ تیرے نزدیک وہ محقق ہے یا نہیں؟ اگر تو اس کا محقق ہونا نہیں جانتا۔ تو باوجود احتمال ابطال کے اس کی تقلید کیوں کرتا ہے۔ اور اگر تو اس کو محقق جانتا ہے۔ تو کس دلیل سے تو نے اسے محقق کہا ہے اگر دوسرے کی تقلید سے اس کو محقق جانا۔ تو بھی بحث اس دوسرے میں چلے گی اور تسلسل لازم آئے گا۔ اور اگر اپنی عقل سے محقق جانتا ہے۔ تو عقل کو تحقیق میں کیوں صرف نہیں کرتا۔ اور تقلیا کی بدنامی اپنے اوپر گوارہ کرتا ہے۔

دوم:۔ یہ ہے کہ جس کی تو تقلید کرتا ہے۔ اگر اس لیے بھی اس مسئلہ کو تقلید سے معلوم کرتا ہے تو تو اور وہ دونوں تقلید میں برابر ہوئے۔ اس کی وجہ فضیلت کیا ہے کہ تو اس کی تقلید کرتا ہے اور اگر تو نے دلیل کے ساتھ معلوم کیا ہے تو تقلید اسی وقت ختم ہو جاتی ہے۔ کہ تو نے بھی اس مسئلہ کو اس دلیل سے معلوم کر لیا ہے۔ ورنہ تو اس کا مخالف ہوگا۔ نہ اس کا مقلد۔ کیونکہ جب تو نے بھی اس مسئلہ کو دلیل سے معلوم کیا ہے۔ تو تقلید جاتی رہی۔

تفسیر عزیزی کی مذکورہ بالا عبارت مکرر سہ کرر بغور ملاحظہ فرمایئے کیونکہ یہ اس عالم کے قلم سے نکلی ہوئی ہے کہ جو فریقین کا مسلمہ ہے اور کسی خاص فرقہ کی پاسداری کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتا تھا۔ سبحان اللہ کیسے پاکیزہ اور ستھرے الفاظ میں زیر آیت قرآنیہ بالدلیل والتشریح تقلید شخصی کی تردید کی گئی ہے۔

تقلید کی تردید

(احادیث سے)

۱۔ مشکوٰۃ ربع اول مطبوعہ انصاری دہلی کے صفحہ ۳۲ میں ہے کہ:۔

وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ اِنَّا نَسْمَعُ اَحَادِيْثَ مِنْ يَهُوْدَ تُعْجِبُنَا اَفَتَرٰى اَنْ نَكْتُبَ بَعْضَهَا فَقَالَ اَمُتَهَوِّكُوْنَ اَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً وَلَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ۔

یعنی حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے وہ نقل کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت کہ آئے پاس اُن کے عمر رضؓ پس کہا عمر رضؓ نے تحقیق ہم سنتے ہیں باتیں یہودیوں کی تو اچھی لگتی ہیں وہ ہم کو کیا پھر آپ کی رائے ہے کہ ہم ان میں سے کچھ لکھ لیا کریں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا حیران ہو تم جیسے کہ حیران ہوئے یہود اور نصاریٰ تحقیق لایا ہوں میں تمہارے پاس شریعت روشن صاف اگر ہوتے موسیٰ علیہ السلام زندہ پس نہیں تھی لائق ان کو مگر پیروی میری)

اس حدیث کو بنظر غائر دیکھو تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ حضور مؐ نے حضرت عمر رضؓ جیسے صحابی کو اس فعل پر کہ وہ دوسروں کی طرف رجوع کریں کس غضب آلود نگاہ سے دیکھا اور فرمایا کہ میں جو تمہارے پاس ایک روشن اور صاف شریعت لایا ہوں۔ اس میں کون سی کمی رہ گئی ہے جو تم دوسروں سے پوری کرنی چاہتے ہو۔ پس اب رسول مؐ کو چھوڑ کر غیروں کی تقلید کرنے والو! بتلاؤ کہ تم نے قرآن و حدیث میں کیا کمی دیکھی۔ جو اقوال رجال اور رائے و قیاس پر دین کا انحصار سمجھے بیٹھے ہو!۔

۲۔ اور ایک حدیث مشکوٰۃ میں ہی بدیں مضمون آئی ہے کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تورات کا نسخہ لے کر حضور مؐ کے پاس آئے۔ اور اس سے کچھ پڑھنا شروع کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غضب سے متغیر ہو گیا۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے یہ حالت دیکھ کر حضرت عمر رضؓ کو تورات پڑھنے سے روکا اور حضور پُر نور نے فرمایا:۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ

لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِي لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ وَلَوْ كَانَ مُوسٰى حَيًّا فَاَدْرَكَ نُبُوَّتِي لَاتَّبَعَنِي۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی کہ جان محمدؐ کی اس کے ہاتھ میں ہے اگر ظاہر ہوتے واسطے تمہارے موسیٰ پس پیروی کرتے تم اس کی اور چھوڑ دیتے تم مجھ کو۔ البتہ گمراہ ہوتے تم سیدھی راہ سے اور اگر ہوتے موسیٰ زندہ اور پاتے نبوت میری کو پیروی کرتے میری۔"

پس اس حدیث سے بھی ایک عقلمند آدمی یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم رسولؑ صاحب شریعت اور صاحب کتاب کی تابعداری کرنے سے تو انسان گمراہ ہو جاتے اور آرائے رجال کے سامنے سرتسلیم خم کرنے سے ہدایت پا جاوے۔ فَيَا لَلْعَجَب:۔

تقلید کی تردید

(اقوال صحابہ تابعین تبع تابعین سے)

احادیث نبویہ سے تو آپ کو تقلید کی تردید (خواہ صراحۃً سمجھو یا اشارۃً) معلوم ہو چکی۔ اب ذرا تقلید شخصی کی ممانعت پر اقوال سلف کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔ شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب عقد الجید مطبوعہ صدیقی لاہور ص۳۱ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

قَدْ صَحَّ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ اَوَّلِهِمْ عَنْ اٰخِرِهِمْ وَاِجْمَاعُ تَبْعِ التَّابِعِيْنَ اَوَّلِهِمْ عَنْ اٰخِرِهِمْ عَلَى الْاِمْتِنَاعِ وَالْمَنْعِ اَنْ يَّقْصِدَ اَحَدٌ اِلٰى قَوْلِ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ اَوْ مِمَّنْ قَبْلَهُمْ فَيَاْخُذَهٗ كُلَّهٗ۔ ترجمہ۔ بیشک تمام صحابہؓ تابعینؒ اور تبع تابعین کا اجماع اوّل سے آخر تک اس بات سے روکنے اور منع کرنے پر ثابت ہو چکا ہے کہ کوئی شخص اپنے میں سے یا اپنے سابقین میں سے کسی انسان کے قول کی طرف رجوع کرلے۔ اور پھر اس کے تمام کے تمام اقوال کو مان لے۔"

یعنی ایک ہی کے اقوال پر انحصار کر کے اس کا مقلد بن جائے۔ یہ منع ہے اور سب سلف اس کو بُرا کہتے ہیں اور بُرا سمجھتے چلے آئے ہیں:۔

۲۔ القول المفید میں امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

قَدْ عَلِمَ کُلُّ عَالِمٍ اَنَّهُمْ وَاَهْلَ الْقُرُوْنِ الثَّلَاثَةِ لَمْ یَکُوْنُوْا مُقَلِّدِیْنَ وَلَا مُنْتَسِبِیْنَ اِلٰی فَرْدٍ مِنْ اَفْرَادِ الْعُلَمَاءِ بَلْ کَانَ الْجَاهِلُ یَسْئَلُ الْعَالِمَ عَنِ الْحُکْمِ الشَّرْعِیِّ الثَّابِتِ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فَیُفْتِیْهِ بِهٖ وَیَرْوِیْهِ لَهٗ لَفْظًا اَوْ مَعْنیً فَیَعْمَلُ بِذٰلِکَ مِنْ بَابِ الْعَمَلِ بِالرِّوَایَةِ وَلَا بِالرَّاْیِ۔

ترجمہ:۔ ہر عالم جانتا ہے کہ صحابہؓ اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کسی کے مقلد نہ تھے اور نہ کسی عالم کے نام کے مذہب کی طرف منسوب تھے۔ بلکہ ناواقف لوگ عالم سے حکم شرعی جو کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہؐ سے ثابت ہو دریافت کرتے تھے۔ اور علماء حکم شرعی کو لفظاً یا معنیً روایت کر کے فتویٰ دیتے تھے۔ لہٰذا ان کا عمل روایت پر ہوتا نہ کسی کی رائے پر۔"

۳۔ اور سنئے میزان الشعرانی مطبوعہ مصر جلد ا صفحہ ۴۷ میں لکھا ہے کہ:۔

وَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ وَالَّذِیْ نَفْسُ عُمَرَ بِیَدِهٖ مَا قَبَضَ اللّٰهُ تَعَالٰی رُوْحَ نَبِیِّهٖ صلعم وَلَا رَفَعَ الْوَحْیَ عَنْهُ حَتّٰی اَغْنٰی اُمَّتَهٗ کُلَّهُمْ عَنِ الرَّاْیِ۔

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں عمرؓ کی جان ہے۔ نہیں قبض کی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی روح اور نہ اٹھایا اُن سے وحی کو یہاں تک کہ بے پرواہ کر دیا اُن کی اُمت کو رائے و قیاس سے۔

غور فرمائیے! کہ حضرت عمرؓ نے کس دور اندیشی اور حکمت سے تقلید شخصی کی تردید کی ہے۔

۴۔ شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۸۵ میں فرماتے ہیں کہ:۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ وَمَالِکِ بْنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَنَّهُمْ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَهُوَ مَاْخُوْذٌ مِنْ کَلَامِهٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَیْهِ اِلَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عطاءؒ اور مجاہدؒ اور مالک بن انسؒ سے

مروی ہے اور ان سب کا یہی قول ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس کے قول کو اختیار کر کے پھر رد نہ کر سکیں بجز قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

یعنی حضورؐ کے ارشاد کے ماسوا سب کے اقوال میں غلطی کا احتمال ہے۔ اور ممکن ہے کہ ایک وقت میں اس کی رائے کچھ ہو اور بعد تحقیق پھر کچھ اور بدل جائے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی امتی کے تمام اقوال قابل حجت نہیں ہو سکتے اور دوسرے لفظوں میں تقلید شخصی ناجائز ہے۔

۵۔ میزان شعرانی میں ایک اور مقام پر امام صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ لَا یُقَلِّدَنَّ رَجُلٌ رَجُلًا فِیْ دِیْنِہٖ فَاِنْ اٰمَنَ اٰمَنَ وَاِنْ کَفَرَ کَفَرَ یَعْنِیْ فِیْ نَفْسِ الْاَمْرِ وَانْظُرُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے تھے نہ تقلید کرے کوئی مرد کسی مرد کی اپنے دین میں اس طرح اگر ایمان لاوے وہ تو ایمان لاوے۔ یہ اور اگر کفر کرے وہ کفر کرے یہ نفس الامر میں نظر کرو تم اپنے دین میں۔"

خلاصہ مطلب یہ اگر امام کسی مسئلہ میں اپنی رائے سے کچھ کہہ گیا۔ اور اپنی زندگی میں اس کو صحیح بات معلوم نہ ہو سکی اب اس کے مقلد بھی بحیثیت مقلد ہونے کے اسی غلط رائے پر عامل رہیں گے۔ اور بعد میں جو بات متحقق ہو چکی ہے۔ اس کو نہ مانیں گے۔ پس اسی تقلید سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع فرما دیا:۔

۶۔ اعلام الموقعین جلد ا صفحہ ۲۱۱ میں عبداللہ بن معتمر کا قول یوں نقل کیا ہے:۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْمُعْتَمِرِ لَا فَرْقَ بَیْنَ بَھِیْمَۃٍ تَنْقَادُ وَاِنْسَانٍ یُقَلِّدُ

ترجمہ:۔ عبداللہ بن معتمر کہتے تھے کہ مقلد انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں۔"

غالباً عبداللہ بن معتمر نے صحیح کر جو کتابوں میں بحث کی گئی ہے مدنظر رکھ کر ایسا کہا ہوگا، اور حقیقت یہ ہے کہ ٹھیک مقلد ہو بھی ایسے ہی جاتا ہے۔

۷۔ دارمی صفحہ ۲۶ میں ہے کہ:۔

عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ وَاللّٰہِ لَئِنْ اَخَذْتُمْ بِالْمَقَایِیْسِ لَتُحَرِّمُنَّ الْحَلَالَ وَلَتُحِلُّنَّ الْحَرَامَ۔

ترجمہ:۔ اسمٰعیل سے منقول ہے کہ شعبی نے کہا قسم ہے اللہ کی اگر قیاس اختیار کرو گے

تو حلال کو حرام کردگے۔ اور حرام کو حلال اس سے بھی ایک گونہ رائے و قیاس سے کام لینے والے فرقہ مقلدین کی تردید ثابت ہوئی۔

۸۔ اعلام الموقعین جلد ۱ صفحہ ۲۱۱ میں ہے :۔

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ قَالَ عَامِرُ الشَّعْبِيُّ يَوْمًا وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِيْ اِنَّمَا هَلَكْتُمْ حِيْنَ تَرَكْتُمُ الْآثَارَ وَاَخَذْتُمْ بِالْمَقَايِيْسِ۔

ترجمہ:۔ صالح بن مسلم کہتے ہیں کہ عامر شعبی نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک دن کہا تم اس لیے ہلاک ہوئے کہ حدیثوں کو تم نے چھوڑ دیا۔ اور قیاس پر عمل کیا"

۹۔ میزان جلد ۱ صفحہ ۵۱ میں ہے کہ:۔

وَكَانَ مُجَاهِدٌ يَقُوْلُ لِاَصْحَابِهٖ لَا تَكْتُبُوْا عَنِّيْ كُلَّ مَا اُفْتِيْتُ بِهٖ وَاِنَّمَا يَكْتُبُ الْحَدِيْثَ وَلَعَلَّ كُلَّ شَيْءٍ اُفْتِيْكُمْ بِهِ الْيَوْمَ اَرْجِعُ عَنْهُ غَدًا۔

ترجمہ:۔ مجاہد اپنے شاگردوں سے کہتے تھے۔ کہ میری بات اور ہر فتویٰ مت لکھا کرو۔ صرف حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کے قابل ہے۔ شائد کہ میں آج جن چیزوں کا فتویٰ دیتا ہوں۔ کل اس سے رجوع کر لوں"

پس جائے غور ہے۔ کہ جب ان تمام اقوال اور اسی قسم کے سینکڑوں دیگر ائمہ کے اقوال جن یہاں نقل کرنے کی گنجائش نہیں ہے، تقلید کی تردید میں موجود ہیں۔ اور سب تابعی و تبع تابعین ی رو کتے آئے ہیں۔ تو پھر کیوں ناحق اس جوئے کو اپنے گلے میں ڈالا جاتا ہے۔

تقلید کی تردید

(خود ائمہ اربعہ کے اقوال سے)

۱۔ عقد الجید مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۵۳ میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:۔

سُئِلَ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اِذَا قُلْتَ قَوْلًا وَكِتَابُ اللّٰهِ يُخَالِفُهٗ قَالَ اُتْرُكُوْا قَوْلِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقِيْلَ اِذَا كَانَ قَوْلُ الرَّسُوْلِ يُخَالِفُهٗ قَالَ اُتْرُكُوْا قَوْلِيْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ اِذَا كَانَ قَوْلُ الصَّحَابَةِ

مُخَالِفٌ قَالَ اُتْرُكُوْا قَوْلِیْ بِقَوْلِ الصَّحَابَةِ ۔

ترجمہ:۔ امام ابوحنیفہؒ سے کسی نے پوچھا۔ اگر آپ نے کچھ کہا اور کتاب اللہ تعالےٰ اس کے مخالف ہو جواب دیا کہ میرا قول کتاب اللہ کے مقابلہ میں ترک کرو۔ اس نے پھر پوچھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر (حدیث) اس کے خلاف ہو۔ تو جواب دیا کہ میرا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ترک کرو۔ اس نے پھر پوچھا کہ اگر صحابہؓ کا قول اس کے مخالف ہو۔ جواب دیا کہ میرا قول صحابہؓ کے مقابلہ میں ترک کرو۔

سبحان اللہ کیا راست بازی ہے کیا جس شخص کا اپنا یہ ارشاد ہو اس کے متعلق کسی قسم کی بدگمانی ہو سکتی ہے۔ یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے خود اپنی تقلید کی تعلیم دی تھی:۔

۲۔ ردالمحتار شرح در مختار مطبوعہ دہلی جلد ۱ صفحہ ۵۱ میں ہے۔

اِنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ ضَعِیْفُ الْحَدِیْثِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اٰرَآءِ الرِّجَالِ

یعنی ابوحنیفہؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ضعیف حدیث مجھ کو زیادہ محبوب ہے۔ لوگوں کی رائے سے:۔

۳۔ عقد الجید صفحہ ۸۲ میں ہے کہ:۔

قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ لَا یَنْبَغِیْ لِمَنْ لَمْ یَعْرِفْ دَلِیْلِیْ اَنْ یُّفْتِیَ بِکَلَامِیْ ۔

امام صاحب کہتے ہیں۔ کہ جو شخص میری دلیل سے واقف نہ ہو اس کو لائق نہیں کہ میرے کلام کا فتویٰ دے۔

پس اب تو معاملہ ہی صاف ہو گیا۔ کہ مقلد کو پہلے دلیل معلوم کر لینا چاہیے۔ اور جب دلیل معلوم ہو گی تو پھر تقلید ٹوٹ گئی۔ (ملاحظہ ہو باب تقلید کے معنی)

۴۔ اور سنئے اسی مضمون و مفہوم کو صاحب ہدایہ نے بھی مقدمہ ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۹۳ پر صاف لکھا ہے:۔

لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّاْخُذَ بِقَوْلِیْ مَا لَمْ یَعْلَمْ مِنْ اَیْنَ قُلْتُهٗ وَهِیَ عَنِ التَّقْلِیْدِ وَ مَذْهَبًا اِلٰی مَعْرِفَةِ الدَّلِیْلِ ۔

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ کسی کو حلال نہیں کہ میرے قول کو لے جب تک یہ نہ جانے کہ میں نے کہاں سے کہا ہے۔ پس آپ نے تقلید سے ممانعت کی اور معرفت دلیل کی جانب ترغیب دی:۔

۵۔ کتاب تحفۃ الاخیار فی بیان سنت سید الابرار مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ پر یوں لکھا ہے :۔

وَقَالَ الْإِمَامُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا تُقَلِّدُنِيْ وَلَا تُقَلِّدَنَّ مَالِكًا وَلَا غَيْرَهُ وَخُذِ الْاَحْكَامَ مِنْ حَيْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ كَذَا فِي الْمِيْزَانِ وَغَيْرِهِ۔

ترجمہ :۔ امام ابو حنیفہ رح فرمایا کرتے تھے۔ کہ میری تقلید نہ کرنا۔ اور نہ مالک کی۔ اور نہ کسی اور کی اور احکام کو وہاں سے لے جہاں سے انھوں نے لیے ہیں۔ یعنی کتاب وسنت سے :۔

اب خدا لگتی کہنا۔ کہ تقلید کا معاملہ کیسا صاف ہو گیا ہے یہ کتابیں کوئی غیر مقلدوں اہلحدیثوں کی تصنیف کردہ نہیں ہیں۔ جو ایسا لکھ دیا گیا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ محقق حنفیہ بھی ایسا ہی لکھتے آئے ہیں :۔

۶۔ اب امام مالک رح کے متعلق بھی سن لیجئے۔ جلب المنفعہ صفحہ میں ہے کہ :۔

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِئُ وَاُصِيْبُ فَانْظُرُوْا فِيْ رَأْيِيْ فَكُلُّ مَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ وَكُلُّ مَا لَمْ يُوَافِقْ فَاتْرُكُوْهُ۔

ترجمہ :۔ سوائے اس کے نہیں میں بھی آدمی ہوں۔ کبھی میری رائے صحیح اور کبھی غلط ہوتی ہے۔ اب تم میری رائے کو دیکھ لو۔ جو کتاب وسنت کے موافق ہو اس کو لے لو۔ اور جو مخالف ہو۔ اس کو چھوڑ دو۔"

۷۔ ایسے ہی امام شافعی رح کا قول بھی صاف ہے۔ ملاحظہ ہو عقد الجید صفحہ ۵ جہاں لکھا ہے :۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ اِذَا قُلْتُ قَوْلًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِلَافَ قَوْلِيْ فَمَا يَصِحُّ مِنْ حَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلٰى فَلَا تُقَلِّدُوْنِيْ۔

ترجمہ" امام شافعی رح فرماتے ہیں جب میں کوئی مسئلہ کہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے قول کے خلاف فرمایا ہو۔ تو جو مسئلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے وہی اولیٰ ہے۔ پس میری تقلید مت کرو۔

۸۔ اور سنئے بیہقی میں ہے کہ :۔

اِذَا وَجَدْتُمْ فِيْ كِتَابِيْ خِلَافَ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُوْلُوْا بِسُنَّةٍ وَدَعُوْا مَا قُلْتُ۔

ترجمہ:۔ امام شافعی فرماتے تھے جب تم میری کتاب میں خلاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بات پاؤ۔ تو سنت کے موافق کہو۔ اور جو کچھ میں نے کہا ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔

۹۔ اعلام الموقعین جلد ۲ ص ۲۱۹ میں ہے کہ:۔

نَهَاهُ عَنْ تَقْلِيْدِهٖ وَتَقْلِيْدِ غَيْرِهٖ لِيَنْظُرَ فِيْهِ لِدِيْنِهٖ وَيَحْتَاطُ لِنَفْسِهٖ۔

(مزنی کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ نے) اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے تاکہ اس میں غور کرے اور اپنے واسطے بچاؤ کا راستہ تلاش کرے۔

۱۰۔ حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ صدیقی ص ۱۵۲ میں ہے کہ:۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ لِاَحْمَدَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِالْاَخْبَارِ الصَّحِيْحَةِ مِنَّا فَاِذَا كَانَ خَبَرٌ صَحِيْحٌ فَاَعْلِمُوْنِيْ حَتّٰى اَذْهَبَ اِلَيْهِ۔

یعنی امام شافعی رحمہ نے امام احمد سے کہا کہ صحیح حدیث کا علم تم کو ہم سے زیادہ ہے۔ جو حدیث صحیح ہوا کرے۔ وہ مجھ کو بتا دیا کرو۔ تاکہ میں اسی کو اپنا مذہب قرار دوں۔"

یہ بھی اُن کی نیک نیتی تھی کہ دوسرے کو اپنے سے زیادہ عالم جانتے تھے اور اس کی عزت و قدر کرتے نہ کہ موجودہ مقلدین کی طرح۔ ایک دوسرے کی توہین و تذلیل پر آمادہ اور اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ کا دعوٰی کرتے، نہ ہی ان میں کوئی مفاخرہ چشمک تھی، اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنا جداگانہ مذہب قائم کرنا چاہتے تھے۔

۱۱۔ اب امام احمد بن حنبل رحمہ کے اقوال بھی سن لو۔ اعلام الموقعین مطبوعہ اشرف المطابع جلد ۱ ص ۲۱۹ میں ہے کہ:۔

قَالَ لَا تُقَلِّدْ دِيْنَكَ اَحَدًا مِنْ هٰؤُلَاءِ مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ فَخُذْ بِهٖ ثُمَّ التَّابِعِيْنَ بَعْدُ الرَّجُلُ فِيْهِ مُخَيَّرٌ۔

ترجمہ:۔ (امام احمد) فرماتے تھے کہ اپنا دین کسی ایک کی تقلید کر کے مت سپرد کر دو

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہؓ سے پہنچے۔ اس پر عمل کرنا پھر تابعینؒ میں انسان مختار ہے۔

قریباً قریباً انہی الفاظ سے ملتے جلتے میزان شعرانی میں امام اعظمؒ کے الفاظ بھی نقل ہیں:۔

وَمَا جَاءَ عَنْ اَصْحَابِہٖ تَخَیَّرْنَا وَمَا جَاءَ عَنْ غَیْرِہِمْ فَھُمْ رِجَالٌ وَنَحْنُ رِجَالٌ۔

اور جو صحابہؓ سے پہنچے اس میں سے انتخاب کریں گے اور صحابہ کے سوا تابعین وغیرہ سے پہنچے تو وہ آدمی ہیں اور ہم بھی آدمی ہیں)

پس ان ہر دو اقوال سے معلوم ہوا کہ تابعین کے بعد کسی شخص واحد کے پیچھے لگ جانا درست نہیں ہے بلکہ جب صحابہ میں سے اختیار شرط ہے۔ جس مسئلہ میں جس صحابی کو قرآن وحدیث سے زیادہ قریب پایا۔ اسی پر عمل کیا۔ تو پھر تبع تابعین وغیرہ (جن میں امام اربعہ مشہورہ بھی شامل ہیں) میں تو زیادہ اختیار ہونا چاہیے۔ نہ کہ صرف ایک ہی کے پیچھے لگ کر اسی کے سفید وسیاہ کو مان لینا چاہیے۔

۱۲۔ میزان شعرانی مطبوعہ مصر جلد ا صنا میں ہے کہ:۔

یَقُوْلُ خُذُوْا عِلْمَکُمْ حَیْثُ اَخَذَہُ الْاَئِمَّۃُ وَلَا تَقْنَعُوْا بِالتَّقْلِیْدِ فَاِنَّ ذٰلِکَ عَمًی فِی الْبَصِیْرَۃِ۔

(امام احمدؒ فرماتے تھے۔ کہ اپنا علم اسی جگہ سے لو۔ جہاں سے امام لیتے ہیں۔ اور تقلید پر قناعت نہ کرو یہ اندھاپن ہے سمجھ میں۔

۱۳۔ اور سنئے امام احمدؒ کے متعلق ہی عقد الجید صاھ پر لکھا ہے۔ کہ:۔

لَا تُقَلِّدْنِیْ وَلَا تُقَلِّدَنَّ مَالِکًا وَلَا الْاَوْزَاعِیَّ وَلَا النَّخْعِیَّ وَلَا غَیْرَھُمْ وَخُذِ الْاَحْکَامَ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ

ترجمہ:۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ میری تقلید نہ کرنا۔ اور نہ مالکؒ اور نہ ہی اوزاعیؒ اور نہ نخعیؒ کی اور نہ کسی اور کی تقلید کرنا۔ اور احکام کو وہاں سے لے جہاں سے انھوں نے لیا ہے۔ یعنی کتاب وسنت سے:۔

پس ایک سمجھ دار آدمی کے لیے تقلید کی تردید میں خود ائمہ عظام کے یہی اقوال بس ہیں۔ اور انہی سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ انھوں نے خود اپنی تقلید کی کسی کو تعلیم نہیں دی اور نہ ہی اُن کے زمانہ میں کسی فرد واحد کی تقلید کی جاتی تھی۔ اور نہ ہی وہ خود کسی کے مقلد تھے۔

۱۴۔ حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ صدیقی بریلی ص۱۵۸ میں ہے :۔

وَجُمْهُوْرُ الْمُجْتَهِدِيْنَ لَا يُقَلِّدُوْنَ اِلَّا صَاحِبَ الشَّرْعِ۔

یعنی تمام مجتہدین (امام) سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے :۔

۱۵ فتاویٰ ابن تیمیہؒ مطبوعہ مصر ص۲۱۱ میں ہے کہ :۔

وَقَدْ ثَبَتَ عَنْهُمْ عَنِ الْفُقَهَاءِ الْاَرْبَعَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهُمْ نَهَوُا النَّاسَ عَنْ تَقْلِيْدِهِمْ وَاَمَرُوْا اِذَا رَاَوْا قَوْلًا فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ اَقْوٰى مِنْ قَوْلِهِمْ اَنْ يَّاْخُذُوْا بِمَا دَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ يَدَعُوْا اَقْوَالَهُمْ۔

ترجمہ :۔ چاروں اماموں سے ثابت ہو چکا ہے کہ انھوں نے لوگوں کو اپنی تقلید سے منع کیا۔ اور یہی حکم دیا کہ جب کوئی بات ان کو کتاب وسنت سے معلوم ہو جائے جو ان کے قول سے قوی تر ہو۔ تو پھر اسی بات کو لیں جو کتاب وسنت سے معلوم ہوتی اور ان کے قولوں کو چھوڑ دیں "

تقلید کی تردید

(دیگر فقہا و علما کے اقوال سے)

۱۔ عقد الجید مطبوعہ صدیقی ص۵۶ میں ہے کہ

عَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ وَزُفَرَ وَعَافِيَةَ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّهُمْ قَالُوْا لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يُّفْتِيَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ اَيْنَ قُلْنَا

ترجمہ امام ابو یوسفؒ و زفر و عافیہ بن یزید سے منقول ہے۔ کہ وہ کہتے تھے کسی کو حلال نہیں ہے کہ ہمارے قول پر فتویٰ دیوے جب تک کہ یہ خبر نہ ہو کہ ہم نے کہاں سے کہا ہے۔

یہ امام ابو حنیفہ رحؒ کے شاگرد تھے۔ خود بھی اُن کے مقلد نہ تھے۔ اور دوسروں کو بھی تقلید سے منع کرتے تھے دخیال رہے کہ امام کی عزت و منزلت اور چیز ہے۔ اور اندھا دھند اس کی تقلید

.... کرنا اور۔ ایسا نہ ہو کہ تقلید نہ کرنے سے یہ سمجھا جائے۔ کہ نعوذ باللہ اس میں امام کی گستاخی یا بے ادبی پائی جاتی ہے۔

۲۔ ردالمحتار شرح درمختار جلد ا ص۱۶۶ میں علامہ شامیؒ حنفی فرماتے ہیں۔ کہ:۔

إِنَّهُمْ كَانُوا يَسْتَفْتُونَ مَرَّةً وَاحِدًا وَمَرَّةً غَيْرَهُ ... مُلْتَزِمِينَ مَذْهَبًا مُعَيَّنًا فَلَوِ الْتَزَمَ مَذْهَبًا مُعَيَّنًا لِأَبِي حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيِّ فَقِيلَ يَلْزَمُ وَقِيلَ لَا وَقِيلَ مِثْلُ مَنْ لَمْ يَلْتَزِمْ وَهُوَ الْغَالِبُ عَلَى الظَّنِّ لِعَدَمِ مَا يُوجِبُهُ شَرْعًا۔

ترجمہ:۔ زمانہ سابق میں لوگوں کا طریق عمل تھا کہ وہ ایک دفعہ ایک عالم سے فتوے پوچھتے۔ دوسری دفعہ دوسرے سے۔ ایک ہی مفتی کی تعیین نہ کرتے تھے۔ آجکل کوئی ایک مذہب کو اپنے اوپر لازم سمجھے۔ حنفی یا شافعی تو بعض کے نزدیک لازم نہیں ہوگا۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کا لازم کرنا نہ کرنے کے برابر ہے۔ یہی راجح ہے۔ کیونکہ شریعت میں کوئی حکم نہیں ہے۔ جو تقلید شخصی کو لازم کرے۔

تقلید کو واجب کہنے والے مقلدو! آؤ اور اپنے ایک حنفی بھائی کی رائے کو دیکھو۔ جو تمہاری ہی معتبر کتاب میں درج ہے۔ کیا یہ کسی غیر مقلد نے تو نہیں لکھ دی۔ انصاف انصاف!

۳۔ اور سنئے شیخ محی الدین ابن عربی جو صوفی مشرب ہونے کے علاوہ ایک پایہ کے جلیل القدر عالم بھی تھے۔ اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

وَصِيَّتُهُ الَّذِي أُوصِيكَ بِهِ إِنْ كُنْتَ عَالِمًا فَحَرَامٌ عَلَيْكَ أَنْ تَعْمَلَ بِخِلَافِ مَا أَعْطَاكَ اللهُ دَلِيلَهُ وَيَحْرُمُ عَلَيْكَ تَقْلِيدُ غَيْرِكَ مَعَ تَمَكُّنِكَ مِنْ مَحْصُولِ الدَّلِيلِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ فِي هٰذِهِ الدَّرَجَةِ وَكُنْتَ مُقَلِّدًا فَإِيَّاكَ أَنْ تَلْتَزِمَ مَذْهَبًا بِعَيْنِهِ بَلِ اعْمَلْ كَمَا أَمَرَكَ اللهُ وَهُوَ أَنْ تَسْئَلَ أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتَ لَا تَعْلَمُ وَأَهْلُ الذِّكْرِ هُمُ الْعُلَمَاءُ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔

ترجمہ:۔ جس بات کی میں تجھے وصیت کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اگر تو عالم ہے تو تجھ کو اللہ نے دلیل دی ہے۔ اس کے برخلاف عمل کرنا حرام ہے۔ اور جب تجھے دلیل حاصل ہو سکتی ہے۔ تو پھر تجھے اپنی ذات کے سوا کسی اور کی تقلید حرام ہے اور اگر تو اس درجہ پر نہیں۔

بلکہ مقلد ہے تو دیکھنا کہیں ایک ہی مذہب کو خاص کر لازم نہ پکڑ لینا۔ بلکہ جیسے تجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ ویسے ہی عمل کیجیو۔ اور وہ یوں ہے کہ اگر تو خود عالم نہ ہو تو اہل الذکر سے پوچھیو۔ اور اہل ذکر وہ لوگ ہیں جو قرآن وحدیث سے واقف ہیں :۔

۴۔ فقہ حنفیہ کی معتبر کتاب شرح مسلم الثبوت میں مولانا بحر العلوم لکھتے ہیں :۔

قَالَ الْعَرَاقِيُّ انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ فَلَهُ أَنْ يُقَلِّدَ مَنْ شَاءَ مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْ غَيْرِ حَجْرٍ وَأَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلَىٰ أَنَّ مَنِ اسْتَفْتَىٰ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ أَمِيرَيِ الْمُؤْمِنِينَ فَلَهُ أَنْ يَسْتَفْتِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَغَيْرَهُمَا مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ۔

ترجمہ :۔ عراقی نے کہا ہے کہ اجماع ٹھہر چکا ہے اس پر کہ جو مسلمان ہے اسے روا ہے کہ بلا روک ٹوک علماء میں سے جس کی پیروی چاہے کرے اور متفق ہو گئے ہیں صحابہ رضؓ اس امر پر کہ جو فتوی دو امیروں ابوبکر رضؓ وعمر رضؓ سے لے اُسے روا ہے کہ فتویٰ پوچھے ابوہریرہ رضؓ اور معاذ بن جبل رضؓ وغیرہ سے اور بلا کھٹکے اُن کے قولوں پر عمل کرے"۔

بھائیو! اب ذرا انصاف سے کہنا کہ جب حضرت ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ جیسے جلیل القدر بزرگوں کے مقابلہ میں دوسروں سے بھی فتویٰ لیا جا سکتا ہے۔ تو پھر ان چار اماموں کے مقابلہ میں کیوں کسی غیر سے منع ہو گیا۔ کیا اُن کا علم یا قدر صحابہ رضؓ سے زیادہ تھا؟ نہیں نہیں بلکہ یہ محض ہماری اپنی غلطی اور ہٹ دھرمی ہے۔ ورنہ وہ تو بری الذمہ ہیں۔ جیسا کہ اُن کے اقوال سے آپ نے ملاحظہ فرما لیا۔

(باقی)